نیوز ریلیز

شعبۂ تعلقات عامہ — سفارت خانہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

4نومبر2009 — رابطہ: جرمایہ نائٹ

برائے فوری اجرا — قائم مقام ترجمان

207/2009 — 0300-501-2640

فورم فار دی فیوچر سے وزیر خارجہ ہلیری روڈھم کلنٹن کا خطاب

3نومبر2009

مراکش

وزیر خارجہ کلنٹن: یہ بات میرے لئے باعث مسرت ہے کہ میں اس اجتماع میں آپ کے ساتھ شریک ہوں جس میں باہمی دلچسپی کے معاملات پر تبادلہ خیال کے لئے گورنر، وزراء اور سول سوسائٹی کے لیڈر بھی موجود ہیں۔ اس طرح کے اجتماعات بہت ضروری ہیں تا کہ ہم ایک دوسرے کے خیالات سے آگاہی حاصل کر سکیں اور ایسے طریقے دریافت کر سکیں جن کے ذریعے ہم اپنے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے مل کر کام کر سکیں۔

آپ سب کی طرح مجھے بھی مراکش کے لوگوں کی پُرتپاک مہمان نوازی اور کشادہ دلی کا تجربہ حاصل ہوا ہے۔ کل مجھے مراکش کے فرمانروا محمد ششم سے ملاقات کا موقع ملا۔ جس میں مَیں نے مراکش کی ترقی، خاص طور پر اُن اصلاحات پر خوشی کا اظہار کیا، جن سے خواتین کو نئی آزادی ملی ہے اور وہ اپنی اعلیٰ صلاحیتیں جمہوری اداروں کو مضبوط بنانے، اقتصادی ترقی کی رفتار تیز کرنے اور سول سوسائٹی کے کام میں توسیع کے لئے استعمال کر رہی ہیں۔

آج سے 10 سال پہلے بھی مجھے اس خوبصورت ملک میں آنے کا موقع ملا تھا۔ میں نے مراکش کے کئی لوگوں سے ملاقات کی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک شخص، جو پڑھا لکھا نہیں تھا، اپنی بیٹی کی اس خواہش کی حمایت کر رہا تھا کہ وہ ڈاکٹر بنے گی۔ میں ایسی راسخ العقیدہ خواتین سے بھی ملی تھی جو لوکل کونسلوں میں انسانی حقوق کی پُرزور وکالت کر رہی تھیں۔ اس طرح کی مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراکش جن تجربات سے گزر رہا ہے ہم آج بھی اُن سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

پانچ مہینے پہلے صدر اوباما نے قاہرہ میں اپنی تقریر میں امریکہ اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے درمیان تعلقات کے ایک 'نئے آغاز' پر زور دیا تھا۔ ایسے تعلقات جو محض سیاسی اور سیکورٹی امور تک محدود نہ ہوں بلکہ جامع نوعیت کے ہوں۔ ایسے تعلقات، جو عوام اور حکومت، دونوں سطح پر قائم ہوں اور ایسے تعلقات، جو دیرپا اور پائیدار ہوں۔ صدر اوباما کے یہ خیالات بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور دنیا بھر میں انھیں بڑی توجہ اور اشتیاق سے سنا گیا۔ بہت سے لوگوں نے ان کی یہ بات سنی اور کہا اب ہمیں کیا کرنا چاہئے، آپ کو کیا کرنا چاہئے، امریکہ کو کیا کرنا چاہئے۔ صدر اوباما کی سوچ نئی امریکی پالیسی کو کس طرح کامیاب بنا سکتی ہے اور یہ سوچ لوگوں کی زندگیوں میں کس طرح بامعنی تبدیلی لا سکتی ہے؟

صدر اوباما کی یہ سوچ ہے اور میری بھی یہی سوچ ہے کہ اصل اہمیت الفاظ کی نہیں، نتائج کی ہوتی ہے۔ اقتصادی خودمختاری، تعلیم، صحت، توانائی کی دستیابی، سرمائے کی دستیابی، یہ وہ بنیادی باتیں ہیں جو کسی بھی معاشرے کی نشوونما کے لئے ضروری ہیں اور امریکہ ٹھوس اقدامات کے ذریعے انہی مشترکہ

مقاصد کے لئے کام کرنا چاہتا ہے۔ہم جانتے ہیں اصل ترقی معاشرے کے اندر سے آتی ہے، باہر سے مسلط نہیں کی جاسکتی۔ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تبدیلی ایک دن میں نہیں آتی۔اس لئے ہم اپنی توانائیاں صرف عارضی نوعیت کے منصوبوں پر خرچ نہیں کریں گے بلکہ ہماری کوشش ہوگی کہ آپ سب کے ساتھ مل کر، جن میں حکومت کے عہدیدار ور سول سوسائٹی کے نمائندے شامل ہیں، مقامی اداروں کی صلاحیت بڑھائی جائے اور مقامی تنظیموں اور افراد کو بااختیار بنایا جائے تاکہ پائیدار تبدیلی رونما ہو۔

میں نے اپنے سفارتخانے سے کہا ہے کہ مقامی لوگوں اور تنظیموں سے مل کر معلوم کیا جائے کہ امریکہ کس طرح آپ کا ایک اچھا شراکت دار بن سکتا ہے۔میں نے پہلی مرتبہ مسلم معاشروں کیلئے خصوصی امریکی نمائندہ بھی مقرر کیا ہے۔ہم نے جو تجاویز اور خیالات سنے ہیں ان سے ہمیں اپنے منصوبوں کی تشکیل میں مدد مل رہی ہے۔ہماری نئی نمائندہ فرح پنڈت کافی دورے کر رہی ہیں اور لوگوں کے خیالات معلوم کر رہی ہیں اور ہمیں ان لوگوں کے مسائل سے آگاہ کر رہی ہیں جو بہتر زندگی کیلئے کوشاں ہیں۔

ہم تین شعبوں پر خاص توجہ دے رہے ہیں، جن کے بارے میں ہمارا خیال ہے کہ امریکی امداد سے ان میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔پہلا شعبہ وہ کام اور تحقیق ہے جو کئی سال سے جاری ہے۔اگر اِس خطے یا دنیا کے کسی بھی خطے کے کسی بھی شخص سے پوچھیں کہ آپ کی سب سے زیادہ دلچسپی کس بات میں ہے اور آئندہ آپ کس قسم کی تبدیلی چاہتے ہیں تو اکثر و بیشتر اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ "میں بہتر روزگار چاہتا ہوں۔میں آمدنی میں اضافہ چاہتا ہوں۔میں اپنے خاندان خصوصاً اپنے بچوں کو بہتر مستقبل دینا چاہتا ہوں۔"اس طرح کے جواب کسی ایک ملک یا معاشرے تک محدود نہیں۔ہر جگہ یہی جواب ملتا ہے۔

میں اکثر کہتی ہوں اگرچہ عقل و دانش میں سب کو حصہ ملتا ہے لیکن بہتر مواقع میں نہیں۔اسی لئے ہماری کوشش ہے کہ ایسے مواقع پیدا کئے جائیں جن سے اس خطے کے لوگوں کی عظیم صلاحیتوں کو پھولنے پھلنے کا موقع ملے۔اگلے سال کے اوائل میں صدر اِمریکہ واشنگٹن میں کاروبار کے بارے میں اعلیٰ سطح کی ایک کانفرنس منعقد کر رہے ہیں جس میں ایسے لوگوں کو مدعو کیا جائے گا جو چھوٹے کاروبار اور کاروباری سرگرمیوں میں توسیع کے لئے کام کر رہے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو اپنی آمدنی میں اضافے اور اپنے خاندانوں کی بہتری کے لئے کام میں لا رہے ہیں۔

ہم نے اس کانفرنس کیلئے مندرجہ ذیل ویب سائٹ بھی شروع کی ہے:

www.entrepreneurship.gov/summit : میں آپ کو دعوت دیتی ہوں کہ اس کانفرنس کیلئے اپنے نمائندوں کے نام ہمیں بھجوائیں۔انھیں اس کانفرنس میں شرکت سے یقیناً فائدہ پہنچے گا۔آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ آپ اس کانفرنس کے ایجنڈے کے بارے میں اپنے خیالات سے ہمیں آگاہ کریں۔یہ کانفرنس اُن وسیع تر کوششوں کا حصہ ہے جن کا مقصد خطے میں کاروباری سرگرمیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مدد دینا ہے اور جن میں نئے بزنس ڈیویلپمنٹ سنٹرز کا قیام بھی شامل ہے۔مجھے توقع ہے کہ ہم سب مل کر ایک ورچوئل entrepreneur نیٹ ورک بھی شروع کر سکتے ہیں جس کے ذریعے اُن لوگوں کا آپس میں رابطہ ہوسکتا ہے جو اس خطے اور دنیا کے دوسرے علاقوں میں اسی طرح کی کاروباری سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

کئی اچھے اچھے خیالات محض اس وجہ سے حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتے کہ ان کے لئے حالات سازگار نہیں ہوتے۔بہت سے لوگ شب و روز محنت

کرتے ہیں لیکن انھیں محنت کا پورا پھل نہیں ملتا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہم اس خطے کو براہ راست امدادی پروگراموں کی شکل میں اربوں ڈالر دیتے ہیں جن میں یمن میں روزگار کے پروگرام سے لے کر اردن میں نوجوانوں کی فلاح و بہبود کے پروگرام اور مراکش کے امدادی پروگرام سبھی شامل ہیں۔

ہم نے میلینیئم چیلنج کارپوریشن کمپیکٹ کے تحت مراکش میں 700 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کی ہے۔ یہ ایک اہم سوچ کا حصہ ہے جس پر ہم کام کر رہے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ہماری حکومت اور کسی دوسرے ملک کی حکومت، مثال کے طور پر مراکش کی حکومت کے درمیان ایسا اشتراک عمل قائم ہو جس کے تحت ہم کہہ سکیں کہ ہم یہاں اس لئے نہیں آئے کہ آپ سے کہیں کہ ہم آپ سے کیا چاہتے ہیں؛ بلکہ ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو اپنے مقاصد کے حصول میں کس طرح مدد دے سکتے ہیں؟ مثال کے طور پر ہم مراکش میں دو زرعی شعبوں میں مدد دے رہے ہیں، جن میں پھلوں کے باغات اور چھوٹے پیمانے کے ماہی پروری کے شعبے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ہم دستکاریوں کے فروغ، مالیاتی خدمات میں توسیع اور کاروبار شروع کرنے کے پروگرام میں بھی مدد دے رہے ہیں۔ ہم اکثر چھوٹے اور درمیانے درجے کے تاجروں کو یہ کہتے سنتے ہیں کہ ہمیں مالی مدد نہیں مل رہی یا ہمیں کاروبار کے لئے ٹیکنیکل معاونت دستیاب نہیں۔ اس صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم مراکش کی حکومت کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ نچلی سطح پر اقتصادی سرگرمیوں میں تیزی آئے گی اور اس کا فائدہ نچلی سطح سے لے کر بالائی سطح تک سب کو ہوگا۔

ہم جس دوسرے شعبے میں کام کر رہے ہیں وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کا شعبہ ہے۔ جو روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور عالمی چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے اور جس کا آپ میں سے کئی ایک نے ذکر کیا ہے۔ یہ کوئی ایسا شعبہ نہیں جس کا آپ کو علم نہ ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ آپ کی تاریخ کا حصہ ہے۔ اسلامی دنیا ہی نے سائنس اور طب کے میدانوں میں دنیا کی قیادت کی ہے۔ یہ اسلامی دنیا ہی تھی جس نے اُس سائنس اور ٹیکنالوجی کی راہ ہموار کی جو اب ہماری روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکی ہے۔ آج ہمیں کئی عالمی چیلنج درپیش ہیں۔ مثال کے طور پر ہم پانی کے مسئلے کا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں؟ ہم ماحولیاتی بحران کس طرح حل کر سکتے ہیں؟ ہم بیماریوں کی روک تھام کس طرح کر سکتے ہیں؟ ہم مسلم اکثریت والے معاشروں میں ایسی صلاحیت میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں جس سے وہ اقتصادی، سماجی اور ماحولیاتی چیلنجوں کا سائنس، ٹیکنالوجی اور جدت پسندی سے مقابلہ کر سکیں۔

محکمہ خارجہ نے ایک سائنس سفیر پروگرام شروع کیا ہے اور آج مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اس پروگرام کے پہلے تین نمائندے امریکہ کے تین ممتاز سائنسدان ہیں۔ ڈاکٹر بروس البرٹ، جو نیشنل اکیڈمی آف سائنسز کے سابق صدر ہیں، ڈاکٹر الیاس زرہونی، جو نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ کے سابق ڈائریکٹر ہیں؛ اور ڈاکٹر احمد زواوی، جو نوبل انعام یافتہ کیمیادان ہیں۔ ان تینوں نے شمالی افریقہ، مشرق وسطیٰ اور جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں کے دورے کرنے پر اتفاق کیا ہے تاکہ صدر اوباما کی خواہش کے مطابق سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں اشتراک عمل کو فروغ دیا جائے۔ محکمہ خارجہ بیرون ملک امریکی سفارتخانوں میں ماحولیات، سائنس، ٹیکنالوجی اور شعبہ صحت کے عہدیدار مقرر کرے گا۔ ان اقدامات کے لئے سرمائے کی فراہمی کی غرض سے امریکہ کی اوورسیز پرائیویٹ انویسٹمنٹ کارپوریشن ٹیکنالوجی اور اختراع کا ایک فنڈ قائم کر رہی ہے۔

ہماری تیسری ترجیح تعلیمی شعبہ ہے۔ گزشتہ ہفتے میں نے پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک نئے امدادی پروگرام کا اعلان کیا ہے۔ ہم نے امریکہ کے کمیونٹی کالجوں اور مسلم ممالک کے تعلیمی اداروں کے درمیان اشتراک عمل میں مدد دینے کا بھی ایک پروگرام شروع کیا ہے تاکہ تعلیم و تربیت میں ایک

دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے اور طلبہ کو اچھے روزگار کیلئے تیار کیا جائے۔ ہم خاص طور پر سیکنڈری اسکول کے مستحق طلبہ کے لئے اسکالرشپ پروگرام میں توسیع کر رہے ہیں۔ ہمارا ایک انتہائی کامیاب تعلیمی پروگرام Access ہے۔ اس کے ذریعے غریب علاقوں کے ذہین طلبہ کو انگریزی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے۔ میں اس پروگرام میں ذاتی دلچسپی لے رہی ہوں اور اس کے تحت زیادہ سے زیادہ مدد دینے کی کوشش کر رہی ہوں کیونکہ میں نے اس کے فوائد کا براہ راست مشاہدہ کیا ہے۔

اس سال مجھے رملہ میں ایک Access کلاس روم دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اُس وقت وہاں ''خواتین کی تاریخ کا مہینہ'' کے موضوع پر بڑی دلچسپ بحث ہو رہی تھی۔ اس بحث میں حصہ لینے والے طلبہ پڑھے لکھے خاندانوں سے تعلق نہیں رکھتے تھے لیکن ان میں جوش وجذبہ کی کمی نہیں تھی، جیسا کہ فلسطینی وزیر خارجہ نے اپنے بیٹے کے حوالے سے کہا۔ ہم اس طرح کے طلبہ کے لئے اور زیادہ مواقع پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں۔

اس سے ملتی جلتی ہماری ایک اور ترجیح بھی ہے، خواتین کو با اختیار بنانا۔ جیسا کہ آپ میں سے کئی ایک کو علم ہوگا، میں کئی برسوں سے یہ بات کہہ رہی ہوں اور صدر اوباما نے بھی قاہرہ میں اپنی تقریر میں کہا ہے کہ کوئی ایسا ملک حقیقی معنوں میں ترقی نہیں کر سکتا اور اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح بروئے کار نہیں لا سکتا، جس کی آدھی آبادی پیچھے رہ گئی ہو۔ اگر چھوٹی بچیوں کو تعلیم کے مساوی مواقع نہیں ملیں گے تو اس سے ہونے والے نقصان کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، کیونکہ یہ بچیاں مستقبل میں اپنے ملک کی ترقی میں کوئی کردار ادا نہیں کر سکیں گی۔

امریکہ نے پہلی مرتبہ خواتین کے عالمی مسائل کے بارے میں اپنا ایک سفیر عمومی مقرر کیا ہے جن کا نام ہے Melanne Verveer۔ ہم پچھلے سال کے 'فورم فار دی فیوچر' کی اُس تجویز کی پُرزور حمایت کرتے ہیں جس میں صنفی مسائل کے بارے میں ایک علاقائی انسٹی ٹیوٹ کے قیام کے لئے کہا گیا ہے تاکہ خواتین کو سیاسی، اقتصادی، تعلیمی، قانونی، سماجی اور ثقافتی طور پر با اختیار بنایا جا سکے۔ ہم دوسری حکومتوں اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کرنے کے خواہشمند ہیں تاکہ اِس تجویز پر جلد از جلد عملدرآمد کیا جا سکے۔ ہم اس کے لئے ترجیحی بنیاد پر ابتدائی سرمایہ فراہم کریں گے۔

ہم دنیا بھر میں سول سوسائٹی کی تنظیموں کا ہاتھ بٹاتے رہیں گے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں یہ تنظیمیں معاشرے کو خوشحال اور مستحکم بنانے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اس سے ترقی کی رفتار تیز ہوتی ہے، جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ سول سوسائٹی سیاسی اداروں کو بھی فعال رکھتی ہے تاکہ وہ عوام کی ضروریات پر توجہ دیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر امریکہ ایک پروگرام شروع کر رہا ہے جس کا نام ہے: سول سوسائٹی 2.0 ۔ اس پروگرام سے سول سوسائٹی کی تنظیموں کو نئی ٹیکنالوجی فراہم کی جائے گی۔ ہم سول سوسائٹی کی تنظیموں کو ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور مواصلات میں صلاحیت بڑھانے کے لئے اپنے ماہرین فراہم کریں گے۔

امریکہ نئے تعلقات کے حوالے سے صدر اوباما کی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جن طریقوں پر عمل کر رہا ہے، ان میں اس بات کا خاص خیال رکھا جا رہا ہے کہ نظریات کا پرچار کرنے کی بجائے لوگوں کو با اختیار بنایا جائے۔ ہم اپنے نظریات دوسروں پر مسلط کرنے کے بجائے ان کے خیالات معلوم کرنا چاہتے ہیں اور ایسا اشتراکِ عمل قائم کرنا چاہتے ہیں جو وسیع البنیاد بھی ہو اور پائیدار بھی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بعض اختلافات کے باوجود بہت سی باتیں ایسی

ہیں جو ہمیں ایک دوسرے کے قریب لاتی ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ والدین اپنی اولاد کے لئے تحفظ اور اچھے مواقع چاہتے ہیں۔ ہر جگہ لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اُن کی زندگیوں پر اثر انداز ہونے فیصلوں میں ان کا بھی عمل دخل ہوتا کہ وہ بھی اپنے لیڈروں کو اپنی ضروریات سے آگاہ کرسکیں اور اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے میں آزاد ہوں۔

میں یہ بھی واضح کرنا چاہتی ہوں کہ امریکہ مشرق وسطیٰ میں جامع امن کے قیام کا حامی ہے۔ مجھے معلوم ہے یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو نہ صرف اُن ملکوں کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے جن کے نمائندے اس وقت یہاں موجود ہیں بلکہ دوسرے بہت سے ملک بھی اس کے بارے میں بہت حساس ہیں۔ ہم اس مسئلے کو دو ریاستی فارمولے کی بنیاد پر حل کرنے کے حامی ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہی فارمولا اس مسئلے کا قابل عمل حل ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب اس مقصد کے حصول کے لئے کام کریں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام فریق اس بارے میں جو کچھ کہیں، احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے دیں اور الزام تراشی سے گریز کریں۔ جامع امن قائم کرنے کے مشترکہ نصب العین کے لئے ہم سب کو تعمیری جذبے کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔

میرا پختہ یقین ہے کہ یہ نصب العین حاصل کیا جاسکتا ہے۔ میرا یہ بھی خیال ہے کہ صدر اوباما نے اس بارے میں جو کچھ کہا ہے، اسے سمجھا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آپ سب کی حمایت سے ہم آگے بڑھنے کا کوئی راستہ تلاش کرسکتے ہیں، باوجود اس حقیقت کے کہ اس مسئلے کی تاریخ بڑی تلخ اور الجھی ہوئی ہے اور حل تلاش کرنے میں اکثر رکاوٹ ڈالتی ہے۔ آپ ایسے ملکوں کی نمائندگی کررہے ہیں جن کا اس مسئلے سے گہرا تعلق ہے اور جو اس مسئلے کے اُن پہلوؤں کے بارے میں سخت تشویش رکھتے ہیں جن کا حتمی تصفیہ ضروری ہے۔ میں صرف یہ کہوں گی کہ اس معاملے میں آگے بڑھنے کیلئے ہم میں سے ہر ایک کو نیک نیتی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

ہم ماضی سے رشتہ توڑ نہیں سکتے اور ماضی کو تبدیل بھی نہیں کرسکتے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ماضی کو حال میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بہرحال گزر چکا ہے۔ ہم سب مل کر صدر اوباما کی سوچ کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں اور اس طرح ایک ایسا مستقبل تعمیر کرسکتے ہیں جو اسرائیلیوں اور فلسطینیوں، دونوں کے خاندانوں کے بچوں کے لئے بہتر ہو۔ میں امید رکھتی ہوں کہ ہم سب مل کر اس طرح کی بہتر دنیا تعمیر کرسکتے ہیں، کیونکہ میں جانتی ہوں کہ اگر ہم اس میں کامیاب ہوگئے تو لامحدود فوائد حاصل ہوں گے۔

مستقبل کے بارے میں اس طرح کے فورم پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کیونکہ ہم سب نے مستقبل کا فیصلہ کرنا ہے۔ مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ مجھے اپنے خیالات پیش کرنے اور صدر اوباما کی قاہرہ والی تقریر کے تصور کو آگے بڑھانے کا موقع ملا۔ ہمیں ٹھوس اقدامات کرنا ہوں گے تاکہ مطلوبہ نتائج حاصل کئے جاسکیں، خواہ یہ قیام امن کی صورت میں ہوں، روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے ہوں یا بچوں کی تعلیم کے لئے ہوں۔ اصل مقصد یہ ہونا چاہئے کہ اُن لوگوں کی زندگیوں میں بہتری آئے، جن کی ہم نمائندگی کرتے ہیں۔ یہی ہمارا فرض منصبی ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ

###